


# قرآن خوانی کی رسم

## شریعت کی نظر میں


تصنیف

مولانا ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ

ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا



ناشر

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

**Qur'an khwani ki rasm**

Compiled by :

**Nadeem Ahmed Ansari**

Published by :

**Al Falah Islamic Foundation, Mumbai, India.**

website : www.afif.in

Email : alfalahislamicfoundation@gmail.com

Blog : Alfalahislamicfoundation.blogspot.in

Facebook : facebook.com/alfalahislamicfoundation

**کتاب:** قرآن خوانی کی رسم

**مصنف:** مولانا ندیم احمد انصاری

**صفحات:** ۳۰

**قیمت:** روپئے

**سالِ اشاعت:** ۲۰۱۶ء

**ناشر:** الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، ممبئی، انڈیا

فہرس

# قرآن خوانی کی رسم؛ شریعت کی نظر میں

# تمہید

**الحمدللّٰہ و کفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، امابعد:**

راقم الحروف اپنے خاص احباب سے زبانی اور دیگر حضرات سے تحریری طور پر بار بار اس کرب کا اظہار کرتا رہا ہے کہ اس وقت عوام کے اصل مسائل دو ہیں؛ (۱) جہالت: جس کا انھیں احساس بھی نہیں یعنی وہ گویا جہلِ بسیط کے بجائے جہل مرکب کا شکار ہیں (۲) افراط وتفریط۔ یہ دونوں ہی مرض نہایت مہلک ہیں لیکن جو لوگ جس قدر ان امراض میں مبتلا ہیں، وہی انھیں مرض ماننے کے لیے بھی تیار نہیں۔ ان امراض کے برے اثرات دین کے تقریباً تمام ہی شعبوں پر عیاں ہیں، جن سے بدعات وخرافات کے دروازے کھلتے ہیں، مروجہ 'رسمِ قرآن خوانی' بھی اسی کا ثمرہ ہے۔

آج کل بعض لوگ تو اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ قرآنِ کریم وغیرہ کی تلاوت کا ثواب مرحومین کو پہنچتا ہی نہیں اور بعض اس کے قائل نظر آتے ہیں کہ مرحومین کو ثواب پہنچانے کا مروجہ طریقے پر قرآن خوانی کے سوا کوئی راستہ ہی نہیں، جب کہ ہمارا خیال ہے کہ یہ دونوں ہی باتیں غیر درست ہیں۔ اس لیے رسالۂ ہٰذا میں مسئلۂ ہٰذا کو ذرا تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، اول الذکر کو ضمناً ومختصراً اور ثانی الذکر کو اصلاً وتفصیلاً۔

اس رسالے کی تالیف کی وجہ یہ ہے کہ ہمیشہ کی طرح بندے نے بعض شناسا حضرات کو جب اس غلط رسم کا قائل پایا اور انھیں سمجھانے کی کوشش کی تو احساس ہوا کہ

اس موضوع پر دلائل کے ساتھ دوٹوک الفاظ اور جامع انداز میں کچھ لکھا بھی جانا ضروری ہے۔ بس بہ نامِ الٰہی قلم کو حرکت دی اور بحمد اللہ یہ جامع رسالہ وجود میں آ گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس رسالے کو مؤلف، اس کے والدین محترمین، اساتذہ وتلامذہ، دوست واحباب، معاونین ومحبین، سب کے حق میں صدقۂ جاریہ بنائے اور قارئین تک ابلاغِ حق کے لیے قبول فرمائے۔ آمین

العبد ندیم احمد انصاری غفرلہ ولوالدیہ

(خادم الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، ممبئی، انڈیا)

۱۱/جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ بمطابق ۱/اپریل ۲۰۱۵ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# ایصالِ ثواب کی دلیل

جولوگ ایصالِ ثواب کے قائل نہیں، وہ چھوٹتے ہی اپنی دلیل میں یہ آیت پیش کرتے ہیں:

وأن لیس للإنسان إلا ما سعیٰ۔

اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے، جس کے لیے وہ محنت کرتا ہے۔[۱]

اس آیت سے وہ یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ کسی اور کی ہوئی محنت کا ثمرہ کسی اور کو نہیں مل سکتا، جب کہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں علامہ رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

والجواب منه ان الإنسان لم یسع فی أن یکون له صدقة القریب بالإیمان لا یکون له صدقة فلیس له إلا ما سعی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر انسان خود ایمان لا کر یہ کوشش نہ کرے کہ اس کے اہلِ قرابت کا کا صدقہ اس کے کام آئے تو ان کا یہ صدقہ اس کے کام ہرگز نہ آئے گا، اس لیے کہ انسان کو وہی ملے گا، جس کی وہ (ایمان لاکر) کوشش کرے۔[۲]

---

[۱] النجم: ۳۹

[۲] تفسیر کبیر: ۷/ ٦٨٧

نیز اسی کے حاشیے 'تفسیر ابوسعید' میں ہے:

**واما شفاعة الأنبياء عليهم السلام، وإستغفار الملائكة عليهم السلام، ودعاء الأحياء للأموات وصدقتهم عنهم وغير ذلك مما يكاد يحصى من الأمور النافعة للإنسان مع أنها ليست من عمله قطعاً فحيث كان مناط منفعة كل منها عمله الذى هو الإيمان والصلاح ولم يكن شيىء منها نفع مابدونه۔**

بہر حال! انبیاء علیہم السلام کی شفاعت، ملائکہ علیہم السلام کا استغفار اور زندوں کی دعا اور صدقہ، میت کے لیے اور اس کے علاوہ دیگر بہت سے امورِ نافعہ جن کا شمار ممکن نہیں، ان سب میں میت کا عمل دخل نہیں ہے لیکن امورِ مذکورہ کے نافع ثابت ہونے کا مدار ایمان اور اس کی اصلاح پر ہے۔ اگر یہ چیزیں (ایمان اور اس کی درستگی) ہی نہ ہو تو کسی کی کوئی چیز (تو کجا خود اپنا نیک عمل بھی) کوئی نفع نہیں دے گا (اور اگر ایمان اور اس کی درستگی حاصل ہے تو دوسروں کا اس کے لیے ثواب کا ایصال کرنا، اس کے حق میں نفع سے خالی نہیں۔[۱]

یہاں ہم نفسِ ایصالِ ثواب سے مزید تعرض نہیں کرنا چاہتے بلکہ اس وقت ہمارا مقصد 'قرآن خوانی کی رسم' پر گفتگو کرنا ہے، جو ہمارے دیار میں خوب رواج پا چکی ہے۔ ہمارے معاشرے میں جب کسی مسلمان کا انتقال ہوتا ہے تو اس کے قرابت دار اور کچھ کریں یا نہ کریں، اجتماعی طور پر قرآن خوانی کی رسم ضرور منعقد کرتے ہیں، دعوتیں ہوتی ہیں اور خوب نذرانے لیے دیے جاتے ہیں۔ یہ رواج اس قدر عام ہے کہ اس کی انجام دہی

---

[۱] تفسیر کبیر: ۷/ ۶۸۷

کے لیے بعض لوگوں کی مستقل ٹولیاں ہوتی ہے، جن کی روزی روٹی کا دارومدار اسی پر ہوتا ہے۔ اب تو اس رسم کا کینوس مزید وسیع ہوتا جا رہا ہے، اس لیے کہ اب اسے ایصالِ ثواب کی حد تک محدود نہیں سمجھا جاتا بلکہ مختلف خوشی و غمی کے موقعوں پر یہ رسم انجام دی جانے لگی ہے۔ اب لوگ دکان و مکان کی خیر و برکت، ان کے افتتاح اور بیماری سے شفایابی کے موقعوں پر بھی رسمِ قرآن خوانی کا اہتمام کرنے لگے ہیں اور سمجھانے پر بڑے معصومانہ لہجے میں کہتے ہیں کہ ''اللہ کا کلام پڑھوانے میں کیا حرج ہے؟''

اس پس منظر میں مناسب معلوم ہوا کہ اس اہم موضوع پر شریعت کا واضح حکم دلائل کی روشنی میں پیش کر دیا جائے تا کہ اتمامِ حجت ہو اور جو لوگ واقعی اپنے رب کی رضامندی کے مشتاق ہیں، وہ اس رسم میں پھنس کر رضامندی کے نام پر ناراضگی مول لینے سے بچ سکیں۔ اللہ ہم سب کو حق کی پاس داری کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

اصل مسئلے پر آنے سے قبل ایک بار پھر یہ ذہن نشین کر لیجیے کہ فی نفسہٖ ایصالِ ثواب شرعاً ثابت ہے اور مُردوں کو بھی قرآنِ کریم وغیرہ پڑھنے کا ثواب پہنچتا ہے لیکن اس کے لیے باضابطہ تداعی کے ساتھ اہتمام والتزام کرنا درست نہیں، لہٰذا اس کے لیے التزام نہ کیا جائے بلکہ جس کی طبیعت ہو اپنی مرضی کے موافق جتنا ہو سکے قرآنِ کریم یا دیگر اذکار وغیرہ پڑھ کر ثواب بخش دینا چاہیے۔



# قرآنِ کریم کو کمائی کا ذریعہ بنانا

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ولا تشتروا باٰیتی ثمناً قلیلاً﴾۔

اور نہ لو میری آیتوں پر مول تھوڑا۔[۱]

اس سے کوئی کج فہم یہ نہ کہنے لگے کہ مذکورہ آیت میں تھوڑی قیمت لینے کو منع کیا گیا ہے لیکن اگر منہ مانگی قیمت ملے تو قرآنِ کریم کا سودا کیا جا سکتا ہے بلکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ حق کے مقابلے میں دنیا کے تمام خزانے، نہایت قلیل اور بہت تھوڑے ہیں، ان کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

من قرأ القرآن فلیسأل اللہ بہ، فإنہ سیجیء أقوام یقرءون القرآن یسألون بہ الناس۔

جو شخص قرآنِ کریم پڑھے، اسے قرآن کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے ہی سوال کرنا چاہیے، عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو قرآنِ کریم پڑھیں گے اور اس کے ذریعے لوگوں سے سوال کریں گے۔[۲]

مسند احمد میں ایک روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اقرؤا القرآن ولا تغلوا فیہ ولا تجفوا عنہ ولا تأکلوا بہ ولا تستکثروا بہ۔

[۱] البقرۃ:۴۱

[۲] ترمذی:۲۹۱۷

قرآنِ کریم پڑھو اور اس میں غلو نہ کرو اور اس سے اعراض نہ کرو، اسے کھانے کمانے کا ذریعہ نہ بناؤ اور نہ ہی اس سے بہت سے دنیوی فوائد حاصل کرو۔[۱]

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

**من قرأ القرآن يتأكل به الناسَ، جاء يوم القيامة و وجهه عظم ليس عليه لحمٌ۔**

جو شخص قرآنِ کریم اس لیے پڑھے کہ اس کے ذریعے لوگوں سے کھائے، وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر صرف ہڈی ہوگی، اس پر گوشت نہیں ہوگا۔[۲]

شارحِ مشکوٰۃ علامہ نواب قطب دہلویؒ اس طرح کی چند روایتیں ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

ان احادیث میں ان لوگوں کے لیے سخت تنبیہ اور وعید ہے جو قرآنِ کریم کو بھیک مانگنے کا ذریعہ بناتے ہیں۔ یوں تو یہ بات بطورِ خود انسانی شرف کے خلاف ہے کہ کوئی شخص خدا کو چھوڑ کر اپنے ہی جیسے کسی انسان کے سامنے دستِ سوال دراز کرے اور اسے حاجت روا قرار دے، چہ جائے کہ اس قبیح فعل کے لیے قرآنِ کریم کو ذریعہ بنایا جائے۔ اس لیے فرمایا جا رہا ہے کہ قرآنِ کریم پڑھ کر صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے آگے دستِ سوال دراز کرو، اپنے اخروی اور دنیوی امور میں جو چاہے اس سے مانگو، لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤ، کیوں کہ وہ خود اسی ذات کے محتاج ہیں، وہ تمھاری کیا حاجت پوری کریں گے۔[۳]

[۱] مسند احمد ابن حنبل: ۵/ ۴۴۴

[۲] مشکاۃ المصابیح: ۲۲۱۷

[۳] مظاہر حق جدید: ۳/ ۲۷، ادارہ اسلامیات، دیوبند

**قال العلامة العینی علیہ الرحمۃ: (من قرأ القرآن فلیسأل اللہ به)، أی فیطلب من اللہ تعالیٰ بالقرآن ماشاء من أمور الدنیا و الآخرة، لا من الناس إلخ۔[۱]**

نیز حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا ارشادِ گرامی ہے:

بعض لوگوں نے قرآن مجید کو آلۂ کسبِ دنیا وجلبِ مال کا بنا رکھا ہے، مختلف طور سے۔ بعض تو تراویح میں اجرت پر سناتے پھرتے ہیں، بعضے مُردوں پر تیجے میں یا چالیسویں تک یا اس کے بعد بھی پڑھنے کا پیشہ کرلیتے ہیں، ان کا ناجائز ہونا مکرّات و مَرّات علماء کے فتاویٰ میں طے ہوچکا ہے۔ بعض تو اور بھی غضب کرتے ہیں یعنی یہ بھی نہیں کہ صرف عقدِ اجارہ کے بعد ہی پڑھا کریں بلکہ پہلا جو پڑھا ہوا ہے، اس کو کچھ لے لے کر بخشتے ہیں، یہ تو اچھا خاصا مبادلہ اور بیع ہے الخ۔[۲]

# قرآن خوانی پر کھانا وشیرینی

فتاویٰ بزازیہ میں ہے:

**وإتخاذ الدعوة لقراءة و جمع الصلحاء و القراء للختم أو لقراءة سورة الأنعام أو الإخلاص، فالحاصل ان اتخاذ عند قراءة القرآن لأجل الاکل یکره۔**

ختمِ قرآن یا سورۂ انعام یا سورۂ اخلاص وغیرہ پڑھنے کے لیے صلحاء اور قاریوں کو دعوت دے کر جمع کرنا اور کھانے کا اہتمام کرنا مکروہ ہے۔[۳]

[۱] مرقاۃ المفاتیح: ۵/ ۹۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

[۲] اصلاحِ انقلابِ امت: ۱/ ۶۴، فرید بک ڈپو، دہلی

[۳] فتاویٰ بزازیہ علی ہامش الہندیہ: ۴/ ۸۱، دار صادر، بیروت

معلوم ہوا؛ اولاً تو مروج قرآن خوانی ہی ایک رسمِ محض بن کر رہ گئی ہے، اگر ایصالِ ثواب مقصود ہے تو اس کے لیے ہر شخص اپنے اپنے مقام پر تلاوت کر سکتا ہے اجتماع کی کیا ضرورت ہے، ثانیاً اگر یہ قرآن خوانی ایصالِ ثواب کے لیے ہو تو اس کی اجرت ممنوع ہے اور کھانا کھلانے کا جہاں دستور ہو وہ بھی اُجرت میں شمار ہوگا، نیز ایصالِ ثواب کے لیے دعوت بذاتِ خود بدعت اور ناجائز ہے۔[۱]

فتاویٰ ریاض العلوم میں ہے:

بغرض ایصالِ ثواب مروجہ قرآن خوانی اور اس موقع پر تقسیمِ شیرینی اور شیرینی کا کھانا، سب ناجائز ہے، اس میں بہت سی خرابیاں ہیں۔[۲]

## معلمین ومدرسین کی تنخواہ

کسی کو مذکورہ بالا تفصیل سے معلمین ومدرسین کی تنخواہ پر اشکال نہ ہونا چاہیے، اس لیے کہ خلفاے راشدین نے اپنے اپنے دورِ خلافت میں معلمینِ قرآن کے لیے وظائف اور تنخواہیں مقرر کرکے اس کا جواز ثابت کر دیا ہے اور ہمیں اتباعِ سنتِ خلفاے راشدین کا حکم دیا گیا ہے۔

**قال الإمام الزیلعی علیہ الرحمۃ: و قد روی عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ أنه کان یرزق المعلمین، ثم اسند عن إبراهیم بن سعد عن أبیه أن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کتب إلی بعض عماله أن اعط الناس علی تعلیم القرآن نصب**

[۱] احسن الفتاویٰ:۱/ ۳۶۱

[۲] فتاویٰ ریاض العلوم:۱/ ۳۰۰، ریاض العلوم، جونپور

الراية، وقال الإمام أبو يوسف علیہ الرحمۃ ولم تزل الخلفاء تجري للقضاة الأرزاق من بيت مال المسلمين۔[۱]

خلفاے راشدین کا یہ فعل ہمارے لیے حجت ہے، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فعليكم بسنتي، وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها، وعضوا عليها بالنواجذ، وإياكم ومحدثات الأمور، فإن كل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة۔

تم میری سنّت کولازم پکڑو اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفاے راشدین کی سنّت کو لازم پکڑو، اسے داڑھوں سے مضبوط پکڑے رہو اور دین میں نئی باتیں ایجاد کرنے سے بچو، کیوں کہ دین میں پیدا کی گئی ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔[۲]

اسی لیے ائمہ ثلاثہ امام احمد بن حنبل، امام مالک، امام شافعی رحمہم اللہ اور متأخرین فقہاے احناف کے نزدیک یہ اجرت بلا شبہ جائز ہے۔

وقال العلامة النووي علیہ الرحمۃ: قوله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خذوا منهم، واضربوا لي بسهم معكم۔ هذا تصريح بجواز أخذ الأجرة على الرقية بالفاتحة والذكر، وإنه حلال لا كراهية فيها، وكذا الأجرة على تعليم القرآن وهذا مذهب الشافعي ومالك واحمد وإسحاق، وأبي ثور وأخرين من السلف۔[۳]

[۱] کتاب الخراج لابی یوسف:۱۸۷

[۲] ابوداود:۴۶۰۷،ترمذی:۲۶۷۸،ابن ماجہ:۴۲وانظر ابن حبان:۵

[۳] شرح مسلم للنووی:۲/۲۲۴

# مروجہ قرآن خوانی

رہی مروجہ قرآن خوانی، تو اس کا کوئی محقق عالم قائل نہیں، جیسا کہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

تعلیمِ قرآن وغیرہ پر اجرت لینے کو جن متأخرین نے جائز قرار دیا ہے اس کی علت ایک ایسی دینی ضرورت ہے، جس میں خلل آنے سے پورے دین کا نظام مختل ہو جاتا ہے، اس لیے اس کو ایسی ہی ضرورت کے مواقع میں محدود رکھنا ضروری ہے۔ اس لیے مُردوں کو ایصالِ ثواب کے لیے ختم قرآن کرانا یا کوئی دوسرا وظیفہ پڑھوانا اجرت کے ساتھ، حرام ہے کیوں کہ اس پر کسی دینی ضرورت کا مدار نہیں اور اجرت لے کے پڑھنا حرام ہوا تو اس طرح پڑھنے اور پڑھانے والے دونوں گنہگار ہوئے اور جب پڑھنے والے کو کوئی ثواب نہ ملا تو میت کو کیا پہنچے گا؟ ایصالِ ثواب کے لیے قبر پر قرآن پڑھوانا، اجرت دے کر ختم کرانا صحابہؓ و تابعینؒ اور اسلافِ امت سے کہیں منقول نہیں، اس لیے بدعت ہے۔[۱]

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ رقم طراز ہیں:

قرآن پڑھنے، سننے اور سنانے پر پیسے لینا یہ اجرت ہے جو شرعاً ناجائز و حرام ہے، ہاں قرآن کی تعلیم پر یعنی وہ معلم اور استاذ ہے جو قرآن کی تعلیم دیتا ہے، دوسروں کو پڑھاتا ہے تو وہ اجرت لے سکتا ہے، اس کے لیے جائز ہے۔[۲]

[۱] معارف القرآن: ۱/ ۲۰۸، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند

[۲] فتاویٰ محمودیہ قدیم: ۱۰/ ۴۵، کفایۃ المفتی: ۷/ ۳۱۸، دارالاشاعت، کراچی

# علامہ شامیؒ کی تحقیق

قرآن خوانی کو تعلیمِ قرآن پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے، اس لیے کہ یہ تو بالکل الگ چیز ہے، جس کے متعلق فقہاے کرام کے نقطۂ نظر کو علامہ شامیؒ نے تفصیل سے بیان کیا ہے، جس کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

تاج الشریعہ نے شرح الہدایۃ میں فرمایا؛

**إن القرآن بالأجرة لا یستحق الثواب لا للمیت ولا للقاری۔**

اجرت لے کر قرآن پڑھنے پر نہ میت کو ثواب پہنچتا ہے اور نہ پڑھنے والے کو۔

علامہ عینیؒ نے شرح الہدایۃ میں فرمایا؛

**ویمنع القاری للدنیا والآخذ والمعطی آثمان، فالحاصل أن ما شاع فی زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا یجوز لأن فیه الأمر بالقراءة وإعطاء الثواب للآمر، والقراءة لأجل المال، فإذا لم یکن للقاری ثواب لعدم النیة الصحیحة فأین یصل الثواب إلی المستاجر ولو لا الأجرة ما قرأ أحد لأحد فی ھٰذا الزمان بل جعلوا القرآن العظیم مِکسَباً ووسیلة إلیٰ جمع الدنیا، إنا للّٰہ وإنا إلیه راجعون۔**

جو شخص دنیا کے لیے قرآن پڑھتا ہو، اسے اس سے روکا جائے، قرآنِ کریم کی تلاوت پر اجرت لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہوتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ ہمارے زمانے میں جو قرآنِ کریم کے پاروں کو اجرت لے کر پڑھنے کا رواج ہو گیا ہے، وہ جائز نہیں ہے، اس لیے کہ اس میں پڑھنے کا حکم دینا، اس حکم دینے والے کو اس

کے بدلے میں ثواب دینا اور مال کے لیے پڑھنا پایا جاتا ہے، پس جب نیت صحیح نہ ہونے کی وجہ سے پڑھنے والے کو ہی ثواب نہیں ملتا تو اجرت دینے والے کو کیسے ثواب ملے گا؟ اگر بدلے کے طور پر کچھ بھی ملنے کی امید نہ ہو تو اس زمانے میں کوئی کسی کے لیے تلاوت نہ کرے۔ حق بات یہ ہے کہ لوگوں نے قرآنِ کریم کو کمائی اور دنیا جمع کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ بنا رکھا ہے۔ إنا للّٰہ و انا إلیہ راجعون

علامہ خیر الدین رملیؒ حاشیۃ البحر کی کتاب الوقف میں فرماتے ہیں؛

أقول: المفتی بہ جواز الأخذ استحساناً علیٰ تعلیم القرآن لا علی القرآءۃ المجردۃ کما صرح بہ فی التاتارخانیۃ، حیث قال: لا معنی لھذہ الوصیۃ۔۔۔ لأن ھذا بمنزلۃ الأجرۃ و الإجارۃ فی ذلک باطلۃ، و ھی بدعۃ، و لم یفعلھا أحد من الخلفاء، و قد ذکرنا مسئلۃ تعلیم القرآن علی إستحسان اھ یعنی للضرورۃ، و لا ضرورۃ فی الإستجار علی القراءۃ علی القبر إلخ۔

میں کہتا ہوں؛ مفتی بہ قول یہ ہے کہ تعلیمِ قرآنِ کریم پر استحساناً اجرت لینا جائز ہے، تلاوتِ مجردہ پر اجرت لینا جائز نہیں، جیسا کہ تاتارخانیہ میں بیان فرمایا گیا ہے کہ اگر کوئی یہ وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد اجرت دے کر میرے لیے قرآن خوانی کرانا تو یہ وصیت ہی معتبر نہیں، اس لیے کہ یہ بمنزلہ اجرت کے ہے اور محض قرآن خوانی پر اجرت دینا باطل اور بدعت ہے۔ خلفاے راشدین میں سے کسی ایک نے بھی اس طرح نہیں کیا اور تعلیمِ قرآن پر اجرت لینے کے مسئلے کو ہم نے استحساناً بیان کیا ہے یعنی (قرآن کی حفاظت کی) ضرورت کی وجہ سے اور قبر پر (یا دفن کرنے کے بعد لوگوں کو جمع کر کے) قرآن خوانی کوئی شرعی ضرورت نہیں ہے۔

علامہ خلوتیؒ نے حاشیہ المنتهی الحنبلی میں شیخ الاسلام تقی الدینؒ سے نقل کیا ہے:

ولا يصح الإستجار على القراءة وإهدائها إلى الميت لأنه لم ينقل عن أحد من الأئمة الاذن في ذلك، وقد قال العلماء: إن القارى إذا قرأ لأجل المال فلا ثواب له فأى شيء يهديه إلى الميت، وإنما يصل الميت العمل الصالح والإستجار على مجردة التلاوة لم يقل به أحد من الأئمة إلخ۔

میت کے ایصالِ ثواب کے لیے اجرت دے کر قرآن خوانی کرانا صحیح نہیں ہے، اس لیے کہ ائمہ میں سے کسی سے بھی اس کی اجازت منقول نہیں ہے۔ علما کا ارشاد ہے کہ پڑھنے والا، جب مال کے لیے پڑھے تو اس کو اس پڑھنے پر کوئی ثواب نہیں ملتا اور جب اس کو خود کچھ نہیں ملتا تو وہ میت کو کیا پہنچائے گا؟ میت کو نیک عمل کا ثواب پہنچتا ہے لیکن تلاوتِ مجردہ پر اجرت دینے کو صحیح ماننے کا کوئی بھی امام قائل نہیں (یعنی اجرت لینے کے باعث جب یہ عبادت ہی نہیں رہی تو ظاہر ہے کہ اس کا کوئی ثواب میت کو بھی نہیں پہنچے گا)۔[۱]

## ثواب کی شرط

تنقیح الفتاوی الحامدیة میں ہے:

لأن شرط الثواب الإخلاص للّٰہ تعالىٰ فى العمل والقارى بالأجرة إنما يقرء لأجل الدنيا لا لوجه الله تعالىٰ بدليل أنه لو علم انه المستاجر لا يدفع شيئا لا يقرء له حرفاً واحداً خصوصاً من جعل ذلك حرفته۔

[۱] ردالمحتار علی الدر المختار: ۹/ ۷۷، دار عالم الکتب، ریاض

ثواب کی شرط یہ ہے کہ خالص اللہ کے لیے عمل کیا جائے اور یہاں پڑھنے والا اجرت پانے اور دنیا کمانے کے لیے تلاوت کرتا ہے، اللہ کے لیے نہیں کرتا، اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر اسے یہ معلوم ہو جائے کہ اس پر اسے کچھ ملے گا نہیں تو وہ ایک حرف بھی نہ پڑھے۔[۱]

تجربہ بھی یہی ہے بلکہ راقم الحروف کا تو مشاہدہ ہے کہ اجرت لینے پر بھی یہ لوگ صحیح طور پر قرآن نہیں پڑھتے، اس لیے کہ ان کے لیے تو یہ محض روزی روٹی کمانے کا ذریعہ ہے اور انھیں ایک دن میں ایسی کئی جگہوں پر کام نمٹانا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے کچھ پڑھتے ہیں اور کچھ یوں ہی صفحات کے صفحات بلکہ پارے کے پارے اُلٹ دیتے ہیں۔ **اللھم احفظنا منه**

اسی لیے علماء نے لکھا ہے:

میت کے لیے ایسے لوگوں سے قرآن پڑھوانا، جو تلاوت کی اجرت لیتے ہیں گویا انھوں نے اسے اپنی روزی بنا رکھا ہے، جائز نہیں ہے۔ قرآن پڑھنے کی اجرت لینا (دینا) حرام ہے۔[۲]

اس مسئلے میں یہ بات بھی نہیں چل سکتی کہ مذکورہ بالا تمام اہلِ فتویٰ ماضی سے تعلق رکھتے ہیں اور فی زماننا اس مسئلے میں کوئی آسانی پیدا ہو گئی ہے کہ مرحوم کے قرابت داروں کو پڑھ کر بخشنے کی فرصت کہاں؟ اس لیے اگر اس طرح مُردے کو ثواب پہنچا دیا جائے تو کیا حرج ہے؟

[۱] تنقیح الفتاوی الحامدیہ: ۲/ ۱۳۸

[۲] فتاویٰ مولانا عبدالحئ: ۱۰۰، مکتبہ تھانوی، دیوبند

راقم الحروف کا خیال ہے کہ اس نکتے کے پیشِ نظر تو مسئلے میں مزید شدت ہونی چاہیے کہ اب صورتِ حال یہ ہوگئی کہ اپنی زندگی میں لوگ ہجرِ قرآن کے مرتکب رہتے ہیں اور اپنے مُردوں کے لیے بھی محض رسمی سی قرآن خوانی کرانے کو کافی سمجھ لیتے ہیں اور ایسے موقعوں پر بھی انھیں قرآنِ کریم کی تلاوت کی توفیق نہیں ہوتی۔

نیز اس کے بعد بھی اگر کوئی یہی نامعقول بات چلانا چاہے تو خیال رکھیے کہ زمانۂ حال کے معروف مفتی حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ کا فتویٰ بھی اس کی حرمت کا ہی ہے، موصوف فرماتے ہیں:

ایصالِ ثواب کے لیے جو ختم کیا جاتا ہے، اس میں اجرت لینا جائز نہیں، کیوں کہ ایصالِ ثواب کا مطلب یہ ہے کہ پہلے وہ عمل طاعت ہونا چاہیے، جب طاعت ہوگا تو دوسرے کو ایصالِ ثواب کیا جائے گا اور طاعت کے اوپر اجرت جائز نہیں۔[۱]

## سعودی عرب کا فتویٰ

سعودی عرب کی فتویٰ کمیٹی کا اس سوال کے جواب میں کہ (اجرت پر) قرآن مجید کے پڑھنے کے بارے میں کیا حکم ہے، فرمان ہے:

اگر اس سے مقصود لوگوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینا اور حفظ کرانا ہے تو پھر علماء کے صحیح ترین قول کے مطابق اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں۔۔۔اگر اس سے مقصود کسی موقع کی مناسبت سے محض تلاوت کر کے اجرت لینا ہے تو یہ جائز نہیں ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ اس کے حرام ہونے کے بارے میں ہمیں نہیں معلوم کہ اہلِ علم

[۱] اسلام اور جدید معاشی مسائل: ۲/ ۲۰۸، فیصل انٹرنیشنل، دہلی

میں کوئی نزاع ہو (یعنی ہماری معلومات کی حد تک تمام اہلِ علم اسے حرام سمجھتے ہیں)۔[۱]

ایک مقام پر لکھتے ہیں:

جو شخص اجرت لے کر قرآن پڑھتا اور اس کا ثواب میت کی روح کو بخشتا ہو تو یہ جائز نہیں، کیوں کہ جو اجرت پر پڑھے تو اس نے گویا اس کے ثواب کے حاصل کرنے میں عجلت سے کام لیا ہے، جس کی وجہ سے اس کا اجر باطل ہو جاتا ہے، لہٰذا اس کے پاس تو کوئی چیز باقی ہی نہ رہی جو وہ میت کو بخش سکے، پھر یہ عمل غیر مشروع بھی ہے، (موجودہ رواج کی طرح کسی کی) موت کے بعد جمع ہونا، قرآن پڑھنا اور میت کو ایصالِ ثواب کرنا اگر نیکی کا کام ہوتا تو سلف بھی اس طرح ضرور کرتے۔[۲]

# بریلوی حضرات کا موقف

اس مسئلے دیوبندی، بریلوی اور اہلِ حدیث کا بھی کوئی اختلاف نہیں، جس کی دلیل یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب بھی رقم طراز ہیں:

تلاوتِ قرآنِ عظیم پر اجرت لینا دینا حرام ہے اور حرام پر استحقاقِ عذاب ہے نہ (یہ) کہ ثواب پہنچے۔[۳]

نیز موصوف کے اخص الخواص مولانا امجد علی صاحب لکھتے ہیں:

ریا کی طرح اجرت لے کر قرآن مجید کی تلاوت بھی ہے کہ کسی میت کے لیے

[۱] فتاویٰ اسلامیہ: ۴/ ۳۳، مکتبہ دار السلام، ریاض

[۲] فتاویٰ اسلامیہ: ۴/ ۵۵، مکتبہ دار السلام، ریاض

[۳] احکام شریعت: ۵ ۱۳، مکتبہ جام نور، دہلی

بغرضِ ایصالِ ثواب کچھ لے کر تلاوت کرتا ہے کہ یہاں اخلاص کہاں؟ بلکہ تلاوت سے مقصود وہ پیسے ہیں کہ وہ نہیں ملتے تو پڑھتا بھی نہیں، اس پڑھنے میں کوئی ثواب نہیں، پھر میت کے لیے ایصالِ ثواب کا نام غلط ہے کہ جب ثواب ہی نہ ملا تو پہنچائے گا کیا؟ اس صورت میں نہ پڑھنے والے کو ثواب اور نہ میت کو، بلکہ اجرت دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار ہیں۔

بعض مرتبہ پڑھنے والے کو پیسے نہیں دیے جاتے، مگر ختم کے بعد مٹھائی تقسیم ہوتی ہے اگر اس مٹھائی کی خاطر تلاوت کی ہے تو یہ بھی ایک طرح کی اجرت ہے کہ جب ایک چیز مشہور ہو جاتی ہے تو اسے بھی مشروط کا حکم دیا جاتا ہے، اس کا بھی وہی حکم ہے جو مذکور ہو چکا۔[۱]

## 'اہل حدیث' کا موقف

اسی طرح 'اہلِ حدیث' حضرات کی مشہور کتاب 'فتاویٰ ثنائیہ' میں ہے:

قرآن خوانی اور ختم خوانی، جس طریقے پر فی زماننا رائج ہے، سو یہ طریقہ بالکل بے اصل اور محدَث ہے۔[۲]

## مروجہ قرآن خوانی کی برائیاں

مروجہ قرآن خوانی میں متعدد قباحتیں بھی شامل ہو گئی ہیں، جن کا باریک بینی سے مشاہدہ کرنے کے بعد حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ تحریر فرماتے ہیں:

[۱] بہارِ شریعت، سولھواں حصہ: ۳/ ۲۱۵، فرید بک ڈپو، دہلی
[۲] فتاویٰ ثنائیہ: ۲/ ۳۴، جمعیۃ اہل حدیث، لاہور

تجربہ ومشاہدے سے یہ امر درجۂ یقین کو پہنچ گیا ہے کہ دوست آشنا اور برادری کے لوگ تو محض رفعِ شکایت کی غرض سے آتے ہیں، ایصالِ ثواب کرنا مقصود نہیں ہوتا، حتّٰی کہ اگر کوئی عزیز اپنے گھر بیٹھ کر پورا قرآن ختم کر کے بخش دے تو اہلِ میت ہرگز راضی نہ ہوں اور شکایت ان کی رفع نہ ہو اور یہاں حاضر رہ کر یوں ہی تھوڑی دیر بیٹھ کر اور کوئی بہانا حیلہ کر کے چلا جاوے تو شکایت سے بچ جاوے گا۔۔۔جو عمل ایسے فاسد اغراض سے ہوتا ہے اس کا کچھ ثواب نہیں ملتا۔ جب اس کو ثواب نہ ملا تو مُردے کو کیا دے گا۔

رہ گئے مساکین؛ ان کو اگر معلوم ہو جائے کہ ان کو وہاں جا کر صرف پڑھنا پڑے گا، ملے ملاوے گا کچھ نہیں تو ہرگز ایک بھی نہ آوے، سو ان کا آنا محض اس توقع سے ہوتا ہے کہ کچھ ملے گا، جب ان کو عوضِ دنیوی مقصود ہو گیا تو ان کا پڑھنا بھی خالصۃً للہ نہ رہا، اس لیے اس کا ثواب بھی نہ ملے گا، پھر مُردے کو کیا بخشے گا؟

غرض یہ ساری مشقت رایگاں ہے بلکہ قرآن خوانی کو جو ان لوگوں نے ذریعۂ جاہ ومال بنایا اس کا گناہ سر پر الگ رہا اور جس طرح قرآن کا عوض لینا جائز نہیں، اسی طرح دینا بھی جائز نہیں۔[۱]

نیز رسمِ قرآن خوانی کی برائیاں نمبر وار گناتے ہوئے حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ رقم طراز ہیں:

مروج قرآن خوانی بدعت اور ناجائز ہے، قرآن وحدیث اور قرونِ مشہود لہا بالخیر میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، اس میں شریک ہونا جائز نہیں۔ مزید برآں مروج

[۱] اصلاح الرسوم: ۱۴۰، فرید بک ڈپو، دہلی

قرآن خوانی میں بے شمار خرابیاں ہیں، جن میں سے چند مندرجۂ ذیل ہیں:

(۱) اعلان اور زبردستی و جبر کرکے اس میں لوگوں کو جمع کیا جاتا ہے، شریعت کی اصطلاح میں اس کو 'تداعی' کہا جاتا ہے، جو کہ عباداتِ نافلہ میں ممنوع ہے۔

(۲) بلانے کے بعد جو لوگ قرآن خوانی میں حاضر نہ ہوں، انھیں طرح طرح سے ملامت کی جاتی ہے، حالاں کہ امرِ مستحب کے ترک پر ملامت جائز نہیں۔

(۳) حاضر نہ ہونے والوں سے بغض و نفرت اور کدورت دل میں بیٹھ جاتی ہے۔

(۴) قرآن خوانی کرانے والے جمع ہونے والوں کی کثرت پر فخر کرتے ہیں (کہ اتنے لوگوں نے شرکت کی)۔

(۵) مروج قرآن خوانی کو اتنا ضروری سمجھا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن خوانی نہ کرائے یا اس میں کم لوگ حاضر ہوں تو ان کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

(۶) اگر پڑھنے والے کم جمع ہوں تو پورے قرآن کے ختم کو اپنے اوپر بوجھ سمجھتے ہیں اور گویا زہر کا گھونٹ سمجھ کر کسی طریقے اس گلے سے اتارنے کی کوشش کرتے ہیں اور ایسی صورت میں تجوید کے قواعد وغیرہ کی رعایت کے بغیر الفاظ و حروف کو کاٹ کر جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ پورے قرآن کے ختم کو ضروری سمجھا جاتا ہے، جب کہ شریعت میں برکت اور ایصالِ ثواب کے لیے مخصوص مقدار متعین نہیں بلکہ تلاوتِ قرآن کے سوا ذکر و اذکار، تسبیحات، نوافل اور صدقات وغیرہ دوسرے طریقوں سے بھی یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔

(۷) ختم کے آخر تک بیٹھنے کو ضروری سمجھا جاتا ہے، لہٰذا کوئی شخص اپنا پارہ ختم کر کے کسی ضرورت سے بھی درمیان میں اٹھنا چاہے تو برا مانتے ہیں۔

(۸) مروج قرآن خوانی کے موقع پر دعوت یا شیرینی کا بندوبست بھی کیا جاتا ہے جوکہ 'المروف کالمشروط' کے قاعدے سے پڑھنے والوں کی اجرت ہے اور قرآن پڑھنے کی اجرت لینے دینے والے، دونوں گنہگار ہوتے ہیں۔ دعوت یا شیرینی کو اتنا لازم کر رکھا ہے کہ اس کا انتظام نہ کرنے والے پر لعن طعن کی بھرمار ہوتی ہے۔

(۹) مروج قرآن خوانی کے لیے تیجہ، چالیسواں وغیرہ خاص دن کی تعیین کی جاتی ہے اور غیر متعین عبادت میں اپنی طرف سے تعیین مکروہ، ناجائز بلکہ بدعت ہے۔

(۱۰) مروج قرآن خوانی میں شرکت کرنے والوں اور کرانے والوں، دونوں کی نیت نمائش اور دکھلاوے کی ہوتی ہے، سو جو اللہ کے لیے کرنا تھا اور برکت و ثواب پہنچانا مقصود تھا، ریاکاری سے سارا عمل ضائع ہو جاتا ہے، الٹے ریاکاری کا گناہ ہوتا ہے۔[۱]

## ایصالِ ثواب کا بہتر طریقہ

اب جب کہ مروجہ رسم کے طور پر قرآن خوانی کرنے کی حرمت اور برائیاں واضح ہوگئیں تو اس جائز طریقے کا ذکر کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے، جس کے ذریعے ثواب و برکات کا حصول ممکن ہے، جس کے متعلق علماء نے مندرجۂ ذیل تصریح کی ہے:

ایصالِ ثواب اسی طرح کریں جس طرح سلفِ صالحین کرتے تھے، بلا تقیید و تخصیص، اپنی ہمت کے موافق حلال مال سے مساکین کی خفیہ مدد کریں اور جو کچھ توفیق ہو بطور خود قرآن وغیرہ (جتنا ہو سکے پڑھ کر یا) ختم کر کے اس کو پہنچا دیں یا قبرستان میں

[۱] ماخوذ از احسن الفتاویٰ: ۸/ ۱۶۷-۱۶۹

قبلِ دفن جو فضول خرافات میں وقت گزار دیتے ہیں، اس وقت کچھ کلامِ الٰہی ہی پڑھتے رہا کریں بلکہ یہ وقت مُردہ کی مدد کرنے کے لیے زیادہ مناسب ہے، اس لیے کہ انسان کی سانسیں رکتے ہی اس کی اُخروی زندگی کے معاملات جاری ہو جاتے ہیں۔ حدیث میں بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ کو دفن کر کے کچھ تسبیح وغیرہ پڑھیں، جس سے ان کو ضیقِ قبر سے نجات ہوئی۔ غرض ایصالِ ثواب سے کوئی منع نہیں کرتا البتہ منکرات و مکروہات سے منع کرتے ہیں، جن سے ثواب بھی نصیب نہیں ہوتا اور مال بھی برباد ہوتا ہے۔[۱]

چاہے تین مرتبہ قل ہو اللہ ہی پڑھ کر بخش دیں، جس سے ایک قرآن کا ثواب مل جائے گا، یہ اس سے بھی اچھا ہے کہ اجتماعی صورت میں دس قرآن ختم کیے جائیں، اللہ کے یہاں تھوڑے بہت کو نہیں دیکھا جاتا، خلوص اور نیت دیکھی جاتی ہے، چناں چہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرا ایک صحابی ایک مد کھجور خیرات کرے اور غیر صحابی اُحد پہاڑ کے برابر سونا، تو یہ اس درجے کو نہیں پہنچ پاتا، یہ فرق خلوص اور عدمِ خلوص کا ہے، کیوں کہ جو خلوص ایک صحابی کا ہوگا وہ غیر صحابی کا نہیں ہو سکتا۔[۲]

خلاصہ یہ کہ

(۱) سب سے افضل اور بہتر صورت تو یہ ہے کہ مستحقین کو نقد تقسیم کر دیا جائے، کیوں کہ نہ معلوم انھیں کیا ضرورت ہے۔

(۲) دوسرا درجہ یہ ہے کہ خشک جنس دی جائے کہ جب جی چاہے گا پکا کر خود کھا لے گا۔

[۱] اصلاح الرسوم: ۱۴۱ بتصرف، وانظر احسن الفتاویٰ: ۱۶۹/۸

[۲] فتاویٰ رحیمیہ جدید: ۱/ ۳۶۳، ۴، مکتبۃ الاحسان، دیوبند

(۳) تیسرے درجے کی صورت یہ ہے کہ پکا کر خود کھلا یا جائے اور اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ روزانہ ایک دو خوراک پکا کر مستحقین کو کھلا یا جائے، ایک دم پکانے میں مستحق اور غیر مستحق سب جمع ہو جاتے ہیں بلکہ زیادہ برادری ہی کھاتی ہے، جیسا کہ رسم ہے (اس میں دکھاوا تو خوب ہو جاتا ہے لیکن ثواب کچھ نہیں ملتا)۔

قرآن شریف میں ایصالِ ثواب کے لیے احبابِ خاص سے کہہ دیا جائے کہ اپنے اپنے مقام پر حسبِ توفیق پڑھ کر ثواب پہنچا دیں، اجتماعی صورت اس میں بھی مناسب نہیں کیوں کہ اس میں اکثر اہلِ میت کو جتلانا ہوتا ہے، خلوص نہیں ہوتا۔[۱]

## دکان و مکان کے افتتاح پر

اب تک تو بات ہوئی ایصالِ ثواب کے طور پر قرآن خوانی کرنے کی، اب یہاں دیگر مواقع پر رسمِ قرآن خوانی کے بارے میں بھی عرض کیا جاتا ہے کہ آج کل ہمارے گرد و پیش میں دکان و مکان کے افتتاح کے موقع پر بھی قرآن خوانی کی جانے لگی ہے اور اسے بڑی دین داری سمجھا جاتا ہے، جب کہ یہ محض ایک رسم ہے جس سے خیر و برکت کی امید نہیں کی جا سکتی۔ 'احسن الفتاویٰ' میں اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں مرقوم ہے:

فی نفسہٖ قرآنِ کریم کی تلاوت ایصالِ ثواب کے لیے یا خیر و برکت کے لیے بلا شبہ بہت اہمیت رکھتی ہے مگر آج کل لوگوں نے اسے رسم بنا لیا ہے۔ قرآنِ کریم کی تلاوت کے لیے اجتماع کا اہتمام اور اسے ضروری سمجھنا، اسی طرح دعوت وغیرہ کا التزام یہ سب امور بدعت اور ناجائز ہیں۔[۲]

[۱] جواہر الفقہ: ۳/ ۲۸۷، مکتبہ تفسیر القرآن، دیو بند

[۲] احسن الفتاویٰ: ۱/ ۳۶۱-۳۶۲

# بیماری سے شفایابی پر

بعض لوگ بیماری سے شفایابی پر ختمِ قرآن کی رسم منعقد کرنے لگے ہیں، انھیں بھی جاننا چاہیے کہ شریعت میں ادائے شکر کے لیے صرف دو طریقے ہیں:

(۱) خود عبادت کرنا؛ اور سب سے بڑی عبادت ترکِ گناہ ہے، دوسرے درجے پر نفل عبادت مثلاً تلاوت، نوافل، صدقہ وغیرہ۔

(۲) اظہارِ مسرت کے لیے دعوت کرنا یا بچوں میں مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنا۔

ایسے موقع پر قرآن خوانی کرانا بدعت ہے، اس سے پرہیز ضروری ہے۔[۱]

# قرآنِ کریم کا ختم کروانے کی منت

بعض لوگ کسی کام کے پورا ہونے کے لیے منت مانتے ہیں کہ فلاں کام پورا ہو جائے تو ہم قرآنِ کریم کا ختم کروائیں گے پھر جب کام ہو جائے تو محلّے والوں کو بلا کر حافظوں سے قرآنِ کریم ختم کروایا جاتا ہے۔ اس کے متعلق خیال رہے کہ منت کے لازم ہونے کی حضراتِ فقہاء نے خاصی شرطیں لکھی ہیں، اگر وہ شرطیں نہ پائی جائیں تو منت لازم نہیں ہوتی۔ ان شرطوں کے مطابق اگر کسی نے یہ منت مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو میں قرآنِ کریم کا ختم کراؤں گا تو اس سے منت بھی لازم نہیں ہوتی اور اس کا پورا کرنا واجب نہیں۔ اس لیے کہ اگر وہ کہتا کہ میں قرآنِ کریم پڑھوں گا، تب تو منت کا پورا کرنا واجب ہوتا مگر چوں کہ دوسروں سے قرآنِ کریم پڑھوانا ایک ایسا امر ہے جو خود عبادت نہیں، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی سے روزے رکھوانے کی منت

[۱] احسن الفتاویٰ: ۱/ ۳۶۱

مانے تو اس پر منت واجب نہیں ہوگی۔[۱]

## تلاوتِ قرآن کی اجرت کا تقاضا

بعض وہ مسلمان جو شریعت کے مطابق عمل کرنا چاہتے ہیں اور تلاوتِ قرآن پر اجرت لینے دینے کو درست نہیں سمجھتے، وہ بھی کبھی حسنِ ظن کی بنا پر ان اجرت پر تلاوت کرنے والوں کا شکار ہو جاتے اور پھر انھیں کچھ دینے پر مجبور ہوتے ہیں، اس لیے کہ ان سے مسلسل اس کا تقاضا کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اب تو معاملہ ہو چکا، آپ کو ہمارا حق مارنا درست نہیں۔ اس موقع کے متعلق عرض ہے کہ فتاویٰ اسلامیہ میں مرقوم ہے:

قرآن مجید کی تلاوت خالص عباداتِ الٰہی اور تقرّبِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ تلاوت اور دیگر تمام عبادات کے لیے ضروری ہے کہ انھیں مسلمان محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے سرانجام دیں اور اسی سے ثواب کو طلب کریں، مخلوق سے اس کا بدلہ یا صلہ نہ چاہیں، یہی وجہ ہے کہ سلفِ صالح سے مُردوں کے لیے یا محفلوں اور مجلسوں میں لوگوں سے اجرت لے کر قرآن پڑھنا ثابت نہیں ہے، نہ ائمۂ دین میں سے کسی سے یہ ثابت ہے کہ انھوں نے اس کا حکم یا اس کی اجازت دی ہو اور نہ ہی ائمۂ کرام میں سے کسی سے یہ ثابت ہے کہ اس نے تلاوتِ قرآن کی اجرت لی ہو بلکہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اور محض اس سے حصولِ ثواب کے لیے تلاوت کیا کرتے تھے۔ حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہی حکم دیا ہے کہ جو شخص قرآن پڑھے وہ اللہ تعالیٰ سے مانگے، لوگوں سے سوال کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

[۱] مستفاد از آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۵/۲۱۰، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، جدید محقق

سننِ ترمذی میں حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ ان کا گزر ایک قصہ گو کے پاس سے ہوا، جو قرآن پڑھ کر لوگوں سے مانگ رہا تھا، انھوں نے 'إنا للہ وإنا إلیہ راجعون' پڑھا اور پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص قرآن پڑھے تو وہ اللہ تعالیٰ ہی سے مانگے، کچھ لوگ ایسے آئیں گے جو قرآن پڑھ کر لوگوں سے مانگیں گے۔

باقی رہا قرآن مجید کی تعلیم یا دم کرنے یا اس طرح کے کسی ایسے کام کی اجرت کا معاملہ جس کا نفع قاری کے علاوہ کسی اور تک بھی پہنچنے والا ہو تو صحیح احادیث سے اس کا جواز ثابت ہے، جیسا کہ حدیثِ ابوسعید میں ہے کہ انھوں نے سورۂ فاتحہ کے ساتھ دم کر کے شفا حاصل ہونے پر بکریوں کا ایک ریوڑ بطور اجرت لیا تھا۔

حدیثِ سہل سے ثابت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کے لیے شادی میں مہر ہی یہ مقرر کیا تھا کہ اسے جس قدر قرآنِ کریم یاد ہے وہ اپنی بیوی کو بھی یاد کرا دے لیکن جو شخص نفسِ تلاوت پر اجرت لے یا اجرت پر کچھ لوگوں سے تلاوت کروائے تو وہ سنت اور سلفِ صالح کے اجماع کا مخالف ہے۔[۱]

العبد ندیم احمد انصاری غفرلہ ولوالدیہ

(خادم الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، ممبئی، انڈیا)



[۱] فتاویٰ اسلامیہ: ۱/۹۱ بتغیر

# یادداشت